

اختلاف عَلَى مَعَاوِیَّةَ

تصنیف لطیف

شیخ الاسلام مولانا عبدالقادر بدایونی

ترجمہ

علامہ شاہ حسین گردیزی

ناشر

جَمْعِیَّتُ اِشَاعَتِ اَہْلِ سُنَّتِ

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر کراچی - 74000

فون: 2439799

مفت سلسلہ اشاعت _____ ۱۴۸ ماہ اگست ۲۰۰۶ء
 نام کتاب _____ اختلاف علی و معاویہ (رضی اللہ عنہما)
 مصنف _____ مولانا عبدالقادر بدایونی
 مترجم _____ مولانا شاہ حسین گردیزی
 ناشر _____ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

پیش لفظ

یہ اور اق مسلک حق اہل سنت والجماعت کے آئینہ دار ہیں تحریر حضرت شیخ الاسلام عبدالقادر بدایونی کی ہے۔ مقصود صرف حضور سید المرسلین خاتم النبیین محبوب رب العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے دو مخلص جانثاران کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت و محبت پیش کرنا ہے۔ جو امت کے امام، رہبر دین، مبلغ اسلام ناشر علوم و معارف اور ساری کائنات کیلئے روشنی کا مینار ہیں۔ اس کتاب کی اشاعت سے کسی کی دل آزاری مقصود نہیں اور نہ بحث و مباحثہ فقط ایسے حقائق اور دلائل و براہین سے عوام اہلسنت کو آگاہ کرنا ہے جن کے متعلق منفی پروپیگنڈہ کے ذریعے انہیں گمراہ کرنے کی عرصہ دراز سے سازش کی جاتی رہی ہے۔

نبی کا ہر صحابی صاحب عظمت اور جہاں بھر کے مسلمانوں سے ممتاز ہے قرآن پاک نے ان میں سے ہر اک کو تمغہ رضا عطا فرما کر اعلان کر دیا ﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾ حضور کریم ﷺ نے انہیں دونوں جہاں میں صاحب تاج فرمایا: اُكْرِمُوا أَصْحَابِي فَإِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ ”صحابہ کی عزت کرو کہ وہ تم میں سے بہترین ہیں“

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اتباع کا حکم ارشاد فرمایا: أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ فَإِنَّهُمْ أَقْتَدَيْتُمْ إِيَّاهُمْ ”میرے تمام صحابہ ستاروں کی مثل ہیں تم جس کی بھی اتباع کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ اہلسنت کا مذہبی و ملی فرض ہے کہ وہ حق کی آواز گھر گھر پہنچائے اور حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے جو غلط فہمیاں پیدا کی گئی ہیں۔ اس سے عوام کو روشناس کرائیں اس منفرد و مفید مقالہ کو ضیاء اکسپریس، کراچی نے دوسری بار ۱۹۸۶ء میں شائع کیا تھا اب جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان اسے اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی ۱۴۸ ویں اشاعت کے طور پر شائع کر رہی ہے اللہ تعالیٰ شرف قبولیت عطا فرمائے۔ فقط..... محمد عرفان الضیائی

انتساب

میں اپنی اس کوشش کو والد گرامی
 مولانا سید مقبول شاہ گردیزی کے نام معنون
 کرتا ہوں۔

شاہ حسین گردیزی

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی	۵	۱۵	دعائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۲۳
۲	سبب تالیف	۷	۱۶	دونوں گروہوں کے اسلام	۲۴
۳	استفتاء	۸		پر حدیث گواہ ہے	
۴	انجواب محاربین کے	۸	۱۷	اختلاف صحابہ	۲۵
	تین گروہ		۱۸	کیا حضرت معاویہ باغی تھے	۲۶
۵	صحابہ پر لفظ باغی کا اطلاق	۹	۱۹	منشاء اختلاف	۲۸
۶	آئمہ دین کے اقوال	۱۰	۲۰	امام غزالی کا نقطہ نظر	۳۰
۷	خلافت کا ذکر احادیث میں	۱۳	۲۱	ایک شبہ کا ازالہ	۳۱
۸	صحابہ کی تنظیم و	۱۳	۲۲	خطا اجتہادی	۳۲
	تکسیریم		۲۳	مولانا جامی پر اعتراض	۳۴
۹	دونوں گروہ مسلمان تھے	۲۰	۲۴	امام شافعی پر اعتراض کا جواب	۳۵
۱۰	حضرت حسن کی دستبرداری	۲۰	۲۵	حضرت معاویہ پر تنقید زبیر نقوی	۳۶
	کی اصل وجہ			کا کام ہے۔	
۱۱	صحابہ کا مرتبہ	۲۱	۲۶	مشاجرت صحابہ میں سکوت	۳۷
۱۲	قطیعت و ظنیت میں فرق	۲۱		کا حکم	
۱۳	خلافت میں اختلاف کے	۲۲	۲۷	لعنت یزید	۳۸
	وقت خلیفہ کون تھا		۲۸	آخر کار ریش	۳۸
۱۴	خلافت حضرت معاویہ	۲۳			

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی قدس سرہ

حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ کا اسم گرامی برصغیر پاک و ہند میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ کا شمار ان بزرگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے ہندوستان میں سب سے پہلے فقہ و اہیت سے تفریق کی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی آپ ہی کے فرزندِ جلیل ہیں آپ ۱۲۵۲ھ میں مشہور مردم خیز شہر بدایوں میں پیدا ہوئے ہیں۔ جدِ امجد حضرت مولانا شاہ عبدالحمید بدایونی نے بسم اللہ شروع کرائی۔ مولانا نور احمد عثمانی بدایونی اور مولانا فضل حق خیر آبادی سے تحصیل علم کی۔ علامہ خیر آبادی آپ کے بڑے مراح تھے فرماتے۔

صاحب قوت قدسیہ ہر زمانہ میں ظاہر نہیں ہوتے۔ وقتاً بعد وقت اور عمر بعد عمر پیدا ہوتے ہیں۔ اگر اس زمانہ میں کسی کا وجود مانا جائے تو یہ ہیں اور فرماتے۔ ان کے ذہن کی جودت و سلامت ابوالفضل و فیضی کے اذان کی جودت کو مات کر دیتی ہے۔

حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی کے تلامذہ میں مولانا فیض الحسن سہارنپوری۔ مولانا ہدایت اللہ خاں رامپوری، مولانا عبدالحق خیر آبادی اور مولانا عبدالقادر بدایونی وغیرہ اربعہ سمجھے جاتے تھے لیکن مولانا عبدالحق خیر آبادی فرماتے تھے کہ اول الذکر تین تلامذہ کسی خاص فن میں یکتائے روزگار ہیں مگر مولانا عبدالقادر بدایونی تمام فنون میں یکتائے روزگار ہیں۔ آپ نے تکمیل علوم کے بعد اپنے والد مولانا فضل رسول بدایونی سے سند حدیث حاصل کی اور جب اہلی مرتبہ حرمین شریفین گئے تو حضرت شیخ جمال عمر کی سے بھی سند حدیث حاصل کی۔ آپ کو اپنے والد سے اجانت بیعت تھی۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں کو آپ سے بڑی عقیدت و محبت تھی۔ ایک قصیدہ میں آپ کے بارے میں کہتے ہیں۔

میں بھی دیکھوں جو تو نے دیکھا ہے روز سنی وصف محب رسول
صفام وہ پہ تو نے جو دیکھا وہ مجھے بھی دکھا محب رسول
ہاں یہ سچ ہے کیا وہ آنکھ کہاں آنکھ پہلے دلا محب رسول
آپ عمرہ دراز تک علوم و سنہ کی تدریس میں مشغول و منہمک رہے۔ اس ناز کے
بعض تلامذہ کے نام یہ ہیں۔ مولانا محب احمد بدایونی۔ مولانا فضل احمد بدایونی۔ مولانا فضل مجید
بدایونی۔ مولانا شاہ عبدالصمد مودودی۔ مولانا محمد حسن سنہلی۔ مولوی عزیز الرحمن مفتی دیوبند
آپ کی تصانیف بے شمار ہیں جن میں بعض کے نام یہ ہیں۔

(۱) حقیقۃ الشفاعۃ علی طریق اہل السنۃ (۲) شفاء المسائل
تحقیق المسائل (۳) سیف الاسلام (۴) ہدایۃ الاسلام (۵) نایغبدالویں
(۶) تصحیح العقیدۃ فی باب امیر معاویہ (۷) المناصبہ فی تحقیق
مسائل المصافحہ۔

ایک ہفتہ کی علالت کے بعد ہوندا توار، ارجحادی الاخریٰ ۱۳۱۹ھ میں بدایوں
میں انتقال ہوا اور والد ماجد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

زیر نظر رسالہ "اختلاف علی و معاویہ" مولانا عبدالقادر بدایونی کے ایک نایاب رسالہ
تصحیح العقیدۃ فی باب امیر معاویہ کا اردو ترجمہ ہے جو ہمارے مدرسہ کو
طبع ماہتاب ہند میرٹھ میں طبع ہوا تھا۔ میرے جواں مرگ دوست حضرت مولانا عبدالمنعم ہزاروی
اور محترم و کرم دوست صاحبزادہ خواجہ رضی حیدر مدظلہ العالی نے حکم دیا کہ اس کا اردو ترجمہ
کر دو۔ میں نے ان حضرات کی خواہش کی تکمیل کرتے ہوئے اس کا ترجمہ کر دیا۔ لیکن افسوس
کہ حضرت مولانا عبدالمنعم ہزاروی رسالہ کی اشاعت سے پہلے ہی اس جہان فانی سے کوچ
کر گئے۔ میں عزیزیم دلی حیدر ذاکر کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنکی سچی و کوشش سے یہ رسالہ طبع
سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں پہنچا ہے۔

مفتی دنا
مشاہد حسین گرونی

سبب تالیف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الکریم الوهاب۔ والصلوة والسلام علی من اوتی الفضل
المخاطب۔ سیدنا و مولانا محمد الشافع المشیع یوم الحساب و علی آلہ خیر
آلہ و صحابہ خیر اصحاب۔ و علی سائر الاولیاء و الانحاب۔

رب الاسباب کی درگاہ کا بندہ فقیر سید حسین حیدر حسینی قادری
البرکات مارہروی (اللہ تعالیٰ اسے بہتر مقام عطا فرمائے) اہل
اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے
تمام صحابہ کرام کی تعظیم و تکریم دین متین کے فرائض و واجبات سے ہے۔ اور ان کے
بارے میں خیر کے بغیر کف لسان شرع مبین کے لوازمات سے ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام
کی فضیلت سرور انام صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور خداوند ذوالجلال کی کتاب
کی آیات سے ثابت ہے وہ اخبار مورخین جو سؤا اعتقاد کی بنیاد ہیں بعض جاہل
راویوں اور لعین رافضیوں سے منقول ہیں جن کے باطل ہونے میں کوئی کلام نہیں
اس کے باوجود کچھ لوگ ایسے ہیں جو مذہب اہلسنت و جماعت کے اعتقاد کا دعویٰ
کرتے ہیں لیکن ان کو بعض صحابہ کرام سے سؤ عقیدت ہی نہیں بلکہ ان کے بارے میں
استحقاق و اہانت آمیز کلمات استعمال کرتے ہیں اس لئے میں نے صرف دین کے درد
اور محبت ایمان کی بنا پر یہ مسئلہ علماء اہلسنت کی خدمت میں پیش کیا اور ان سے
جواب ملے کہ اناہ عام کے لئے اسے طبع کروایا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو بہتر توفیق
عطا فرمائے اور اس کا خیر کا ثواب اس فقیر حقیر کو عطا فرمائے آمین اور اس رسالے

۸
کا نام تصحیح العقیدہ فی باب امیر الملوئہ رکھتا ہوں اور ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ دعائے خیر میں یاد رکھیں گے اور غلطی و خطا سے درگزر فرمایا جائے۔

وما توفیقہ الا باللہ العلیٰ العظیم

استفتاء

سوال :- جمہور محققین اہلسنت و جماعت کے مذہب مختار میں محاربین عہد خلافت جناب مرتضوی پر علی الاطلاق حکم کفر صحیح ہے یا نہیں۔

حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم و تکریم کرنی یعنی لفظ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے لئے لازم ہے یا طعن و تحقیر سے یاد کرنا اور کوئی شخص ان حضرات کی تحقیر سے اہلسنت سے خارج ہوتا ہے یا نہیں؟
الجواب محاربین کے تین گروہ | جمہور محققین اہلسنت کے مذہب مختار میں

جیسے کہ عقائد احادیث اور اصول کی کتب معتمدہ سے ثابت ہے خاتم الخلفاء الراشدين حضرت امیر المومنین (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے محاربین کے تین گروہ تھے جو کہ اس فتنے میں شامل تھے۔ ان میں سے کسی گروہ کو بھی کافر نہیں کہا جاسکتا۔ بہر حال ان تین گروہوں میں فرق یہ ہے کہ جنگ جمل کے محاربین کے سربراہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے جو کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں اور حضور علیہ السلام کی زوجہ محبہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ ان کی غرض جلال و قتال نہ تھی بلکہ مسلمانوں کے مال کی اصلاح پیش نظر تھی لیکن اچانک جنگ چھڑ گئی۔ ان تینوں حضرات کا رجوع معتمد روایات سے ثابت ہے باوجود اس کے کہ خطائے اجتہادی ایک ثواب کی مستوجب ہے پھر بھی ان حضرات نے رجوع کید ثواب جب ان حضرات نے رجوع کر لیا تو ان پر لفظ باغی کا اطلاق حقیقتاً درست نہیں ہے۔ جنگ صفین کے محاربین کے سربراہ حضرت معاویہ اور عمرو بن عاص یہ

دونوں حضرات بھی صحابہ کرام میں سے ہیں۔ یہ بھی اشتباہ میں پڑے اور اپنی غلطی سے بار بار قتل و قتال پر اصرار کرتے رہے۔ اس گروہ نے بھی خطا اجتہاد کی وجہ سے کی لیکن ان کی خطا واجب الانکار ہے۔

صحابہ پر لفظ باغی کا اطلاق | ان حضرات پر لفظ باغی کے اطلاق کے بارے میں اختلاف ہے۔ صحیح قول یہی

ہے کہ ان حضرات پر لفظ باغی کا اطلاق درست ہے لیکن جمہور اہلسنت کے مذہب میں ان کی تعظیم و تکریم شرف صحابیت کی وجہ سے ضروری و لازمی ہے اس لئے کہ شرعاً وہ بغاوت و خطا جو عمداً واقع نہ ہوئی ہو غفوق و عصیان کو مستلزم نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی مرفیع عَنْهُ اَمْتَحَنَ الْخَطَا وَ الْبَشِيَّانَ (میری امت سے خطا و نسیان کو اٹھایا گیا ہے) اس پر شاید ہے اور صحابہ کرام کی خطائیں معاف ہیں کیونکہ یہ حضرات نہ تو معصوم ہیں اور نہ ہی معصوم بلکہ عند اللہ مajoور ہیں۔ اس خطا کی وجہ سے ان کی شان میں بے ادبی کرنا اور ان کی تعظیم و تکریم سے رکنا اہلسنت سے خارج ہونا ہے اور مذہب اہلسنت میں یہ ہے کہ حضرت امیر (علی) فرماتے ہیں کہ اخواننا بغوا علینا (ہمارے بھائیوں نے ہم پر بغاوت کی) اس سے زیادہ طعن جناب مرتضوی پر طعن ہے۔ اس مسئلے کی تفصیل احیاء العلوم۔ یواقیت۔ شرح فقہ اکبر۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مجمع البحار صواعق محرقة اور شفا قاضی عیاض میں دیکھنی چاہئے۔

صفحہ ۲ کا حاشیہ ۱۔ لہ۔ امام عسقلانی تقریب التہذیب جو کہ اسماء ار جال میں معتبر کتاب ہے فرماتے ہیں عمرو بن عاص ابن وائل مشہور صحابی ہیں۔ صلح حدیبیہ والے سال مسلمان ہوئے۔ دوبارہ مہر کے حاکم بنائے گئے آپ ہی نے مہر فسخ کیا اور وہیں انتقال فرمایا ۱۲ھ

اور وہ جو متاخرین شیعہ و سنی کی بعض کتب منافہ میں آئے ہیں ان کی بنیاد تاریخی واقعات اور مبہم و مجمل الفاظ ہیں جنہیں تسلیم و تنزل کے طور پر سلف کے تصریحات عقائد کے خلاف لکھا گیا ہے اور ان پر اعتقاد کا مدار نہیں ہے۔ جمہور محققین حضرات صوفیہ محدثین فقہاء اور متکلمین کا مذہب محتاسر یہی ہے اور اس کا انکار کھلی گمراہی ہے۔

ائمہ دین کے اقوال

یہاں پر بعض ائمہ دین کے اقوال اختصار کے ساتھ نقل کئے جاتے ہیں۔ امام عسقلانی تقریب التہذیب میں حضرت معاویہ پر کلام کرتے ہوئے حضرت ابوسفیان کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ابوسفیان بن صخر بن حرب بن امیہ ابن عبد الشمس بن عبد مناف الاموی ابوسفیان مشہور صحابی ہیں فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے ۳۲ھ میں انتقال فرمایا۔ علامہ زرقانی شرح مواہب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاتبوں کے ذیل میں حضرت ابوسفیان کے متعلق فرماتے ہیں۔ اَسْلَمَ فِي الْفَتْحِ وَكَانَ مِنَ الْمُؤَلَّفَةِ ثَمَّةً حَسَنَةً اِسْلَامُهُ (فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے پہلے مولفۃ القلوب سے تھے پھر ان کا اسلام حسن ہو گیا) حضرت معاویہ اور حضرت عبداللہ ابن عباس نے آپ سے احادیث رسول روایت کی ہیں اور اسی میں ہے۔ معاویہ بن ابی سفیان بن صخر بن حرب بن امیہ الاموی ابو عبد الرحمن الخلیفہ صحابی تھے فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے۔ کاتب وحی بھی رہے۔ ۳۲ھ ماہ رجب میں انتقال فرمایا۔ تقریباً ۱۱۰ سال عمر محقق امام بخاری نے اپنی صحیح میں لکھا کہ حضرت ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ نے عشاء کی نماز کے بعد ایک رکعت وتر پڑھی آپ کے پاس مولیٰ ابن عباس بھی موجود تھے جب حضرت ابن عباس تشریف لائے تو انہوں نے یہ بات آپ سے بیان کی اس پر حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ دَعَا فَاِنَّهُ قَدْ مَجِبَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (انہیں چھوڑ دینے کہ یہ رسول کے صحابی ہیں) ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا (اِنَّهُ فُقِيهِمُ الْحَدِيثِ) (یہ حدیث کی سمجھ رکھنے والے ہیں) تو اب صحیح بخاری کی روایت سے حضرت عبداللہ ابن عباس کے ارشاد کے مطابق آپ کا صحابی و فقیہ ہونا اور آپ پر اعتراض سے رکنا ثابت ہو گیا۔ حجتہ الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہ جو علماء ظاہر و باطن کے امام ہیں اپنی کتاب احیاء العلوم میں جو کہ فن تصوف میں اپنی نظر نہیں رکھتی فرماتے ہیں کہ تمام مشائخ کرام کا مقبول و مسلم فرمان اور اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام صحابہ کو پاک سمجھنا اور ان کی ایسی تعریف و توصیف کرنی جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہے اور مَا جُئْتُ بِشَيْءٍ مُّعَاوِيَةَ وَ عَلِيٍّ كَانَتْ مَبْنِيًّا عَلَى الْاِخْتِيَارِ (جو کچھ حضرت معاویہ اور حضرت علی کے درمیان ہوا وہ اجتہاد پر مبنی تھا)

امام شعرانی البیواقیت والجاہر فی بیان عقائد اکابر (جس میں انہوں نے مشائخ کرام کے عقائد حضرت شیخ اکبر کے کلام سے خصوصاً اور دیگر اکابر طریقت کے اقوال سے عموماً جمع کئے ہیں) میں فرماتے ہیں اکتالیسویں بحث مشاہیرات صحابہ میں خاموشی کے واجب ہونے کے بیان میں اس بات کا اعتقاد رکھنا بھی واجب ہے کہ وہ عند اللہ ماجور ہیں اور باتفاق اہلسنت تمام صحابہ عادل و منصف ہیں جو ان فتنوں میں شریک ہوئے یا کاندہ کش رہے اور ان کے تمام جھگڑوں کو اجتہاد پر محمول کیا جائے ورنہ ان کے بارے میں بڑے گمان کا حساب لیا جائے گا اس لئے کہ ان امور کا منشا ان حضرات پر عیب جوئی کرتا ہے اور یہ بات بھی ہے کہ ہر مجتہد مصیب ایک اجر پائے گا اور مخطئ معذور و ماجور ہوگا۔

ابن الاثیر فرماتے ہیں اس سے مراد اتہام کے بعد عصمت کا ثبوت نہیں

بلکہ اس سے مراد ان کے اثبات عدالت اور تقویٰ و پرہیزگاری کی بخت کے تکلف میں پڑے بغیر اپنے دین کے سلسلے میں ان کی روایات کو قبول کرنا ہے اگر کوئی ایسی چیز ہمارے علم میں آئے جس سے صحابہ کی عدالت پر عیب لگ رہا ہو تو ہمیں چاہئے کہ ہم ان کی صحبت رسول کو یاد کریں اور بعض اہل سیر نے جو لکھا ہے اس کی طرف توجہ نہ کی جائے اس لئے کہ ان کی روایات درست نہیں ہوتی اور اگر درست بھی ہوں تو ان کی صحیح تاویل ہو سکتی ہے۔

یہ مقام غور ہے کیونکہ پورے دین و مذہب پر کیسے طعن و تشنیع کی جا سکتی ہے۔ ہمیں رسول اللہ سے جو کچھ بھی ملا ان کے واسطے اور ذریعے سے ملا۔ تو جس نے صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کی گویا کہ اس نے پورے دین پر طعن و تشنیع کی صرف حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن عاص کے بارے میں نہیں بلکہ تمام صحابہ کرام کے بارے میں زبان طعن و تشنیع دراز نہ کی جائے اور صحابہ کرام کی اہل بیت پر جو کچھ بعض روافض سے منقول ہے اس کی طرف قطعاً توجہ نہ کی جائے کیونکہ ان حضرات کا یہ جھگڑا بڑا قریق ہے اور یہ بھی ہے کہ یہ جھگڑا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد اور صحابہ کے مابین ہے اس لئے اس کا فیصلہ آپ ہی پر چھوڑ دیا جائے۔ علامہ کمال ابن ابی شریف فرماتے ہیں حضرت علی اور حضرت معاویہ کے مابین اختلاف کا مقصد حکومت و امارت کا استحقاق نہیں تھا بلکہ اختلاف منازعت کا سبب قتل عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصاص کا تھا۔ حضرت علی قصاص میں تاخیر کو زیادہ مناسب سمجھتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ جلدی سے حکومت میں اضطراب و انتشار پڑے گا اور حضرت معاویہ قصاص میں تعجیل زیادہ مناسب سمجھتے تھے۔ دونوں مجتہد عند اللہ ماجور و مثاب ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کا منشاء اختلاف یہی تھا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی غنیۃ الطالبین میں خلافت علیؑ کے بیان میں لکھتے ہیں کہ امام احمد حنبل نے

حضرت علیؑ حضرت زبیر حضرت طلحہ حضرت معاویہ اور حضرت عائشہ کے مابین جھگڑوں نفرتوں اور دشمنی سے کف لسان کی تفصیل فرمائی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو ان باتوں سے قیامت کے دن پاک فرمادے گا جیسے کہ اس کا ارشاد گرامی ہے۔ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ۔ (اور جو کچھ ان کے دلوں میں کینہ ہو گا اسے ہم دور کر دیں گے۔ بھائی بھائی کی طرح آنے سے سامنے تختوں پر رہیں گے) اس جنگ میں حضرت علیؑ حق پر تھے کیونکہ ان کی خلافت و امامت پر صحابہ کرام میں اہل حل و عقد اتفاق فرما چکے تھے اس کے بعد جس نے ان کی بیعت کا قلابہ اپنی گردن سے اتار دیا وہ باغی اور امام پر خروج کرنے والا تھا۔ اس صورت میں اس کا قتل جائز تھا اور جنہوں نے حضرت معاویہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کی طرف سے جنگ کی وہ خلیفہ برحق حضرت عثمان ابن عفان جہنم میں قتل کیا گیا۔ قصاص طلب کر رہے تھے جبکہ قاتل حضرت علیؑ کے لشکر میں تھے۔ اکثر لوگ اس کی مخالفت تاویلین کرتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک سکوت سب سے بہتر ہے ان حضرات کی روحیں اللہ رب العزت کے پاس ہیں وہ احکم الحاکمین اور بہتر فیصلہ کرتے والا ہے۔

ہمارا کام عیوب سے نفس کی اور گناہوں سے دل کی تطہیر اور موبقات امور سے اپنے ظاہر کو پاک کرنا ہے۔ بہر حال حضرت معاویہ ابن ابی سفیان کی خلافت حضرت علیؑ کی وفات حضرت حسن کی خلافت سے دستبرداری اور حضرت معاویہ کو سونپ دینے کے بعد ثابت و درست ہے حضرت حسن غور و فکر کے بعد مصلحت عامہ کو پیش نظر رکھتے تھے۔ خلافت حضرت معاویہ کو سپرد کر کے مسلمانوں کو خون ریز سے بچا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی پر پورے اتر آئے کیونکہ آپ کا فرمان تھا اِنَّ مَعِيَ سَيِّدُ الْعِلِّیِّ اللہ یعلم بہ بیت و شیت کے اہل بیت و شیت کے

یہ بیٹا سردار ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا (حضرت حسنؓ کے بعد حضرت معاویہ کی امامت واجب ہو گئی اور اس اتحاد و اتفاق والے سال کو عَامُ الْجَمَاعَةِ (اجتماع کا سال) کہا جانے لگا۔ اس لئے کہ تمام لوگوں نے اختلاف ختم کر کے حضرت معاویہؓ کے ساتھ پر بیعت کر لی اور اس کے علاوہ کوئی اختلاف تھا بھی نہیں۔

خلافت کا ذکر احادیث میں | خلافت کا ذکر احادیث مبارکہ میں بھی آتا ہے آپؐ فرماتے ہیں قَدْ ذُرِيَ مَخِي الْوَسْلَامِ خَمْسًا وَثَلَاثِينَ سَنَةً اَوْ سِتِّ ثَلَاثِينَ اَوْ سَبْعًا وَثَلَاثِينَ (اسلام کی مچی ۳۵ یا ۳۶ یا ۳۷ سال کو پھر لے گی) یہاں پر مکی سے مراد دین میں قوت ہے اور تیس سے پانچ سال اور اس کے ۱۹ سال حضرت معاویہ کے دور خلافت میں شامل ہیں کیونکہ تیس سال تک حضرت علیؓ کی خلافت رہی۔

صحابہ کی تعظیم و تکریم | اطابین میں فرماتے ہیں:-

اَقْفُو اَهْلَ السُّنَّةِ عَلَى وَجْهِ الْكَلَمَةِ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ وَالْاِمْسَاكِ عَنْ مَسَاوِيهِمْ وَاقْلَامِ فَضْلِهِمْ وَتَسْلِيمِ اَمْرِهِمْ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى مَا كَانُوا

(اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ صحابہ کرام کے آپس کے اختلافات اور ان کی برابری سے خاموشی اختیار کرنی ضروری ہے اور ان کے فضائل و محاسن کا اظہار کرنا اور ان کے تمام معاملات جیسے بھی تھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا) حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اختلاف کے بارے میں پہلے بیان ہو چکا ہے اور ہر صاحب فضل کو

اس نے حصہ عطا فرمایا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں آتا ہے۔
وَالَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِهِمْ لَقَوْلِهِمْ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِأُولَآئِكَ
الَّذِينَ هَاجَرُوا مِنَّا مِن بَعْدِهِمْ تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غُلَّةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنَّا
اِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ

(ترجمہ) اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے یہ دعا کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب ہم کو بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہوئے دے۔ اے ہمارے رب تو تو بڑا شفیق ہے بڑا مہربان ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-
تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسَلُّونَ
عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ

(ترجمہ) یہ ایک جماعت جو گزر چکی۔ ان کا کیا ان کے آگے آئے گا اور تمہارا کیا تمہارے آگے آئے گا اور جو کچھ وہ کرتے رہے ان کی پوچھ گچھ تم سے نہ ہوگی۔

اور حضورؐ صلیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:-
اِذَا ذَكَرَ اصْحَابِي فَاَمْسِكُوا

(ترجمہ) جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو اپنی زبانوں کو قابو میں رکھو۔
اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:-

وَاَيُّكُمْ دَمَاشِجٌ بَيْنَ اصْحَابِي فَلَوْ اَنْفَقَ اَحَدُكُمْ مِثْلَ اَحَدِ ذُنُبِيَا
مِثْرَةِ صَحَابَةٍ كَيْلَ اَنْفُسِ اَحَدٍ مِنْكُمْ لَمْ يَنْفَعْ اَحَدًا مِنْكُمْ اَنْفُسُكُمْ اِنْ اَكْرَمْتُمْ اَحَدًا مِنْهُمْ
كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ

ما بلغ مذاحدهم ولا نصفه۔

(سونا خرچ کریں تو ان جیسا ثواب نہیں پا سکتے بلکہ اس کا نصف ثواب بھی حاصل نہیں کر سکتے)

چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں۔

لَا تَسْبُوْا اَصْحَابِيْ فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ

میرے صحابہ کو دشنام نہ دو جس نے میرے صحابہ کو دشنام دیں اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

اور حضرت انس بن مالک سے جو حدیث شریف مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں

كُلُّوْا بِيَمِيْنٍ مِّنْ اُفْرِقِ مِّنْ اِيْمَانِيْ

اس آدمی کے لئے خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا اور اس شخص کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اخْتَارَنِيْ وَاخْتَارَ اِلَيَّ اَصْحَابِيْ فَجَعَلَهُمُ الصَّاهِي

وَجَعَلَهُمُ اَصْحَابِيْ وَ اِنَّهُ يَخْتِيْ اَخِيْ الذِّمَّانَ قَوْمٌ يَّقْضُوْهُمْ

اَلَا فَلَاقُوا كَلُوْهُمْ اَلَا فَلَاقُوا بُوْهُمْ اَلَا فَلَاقُوا كَلُوْهُمْ اَلَا

فَلَاقُوا مَعَهُمْ وَلَا تَصْلُوا عَلَيْهِمْ عَلَيْهِمْ حَلَّتِ اللَّعْنَةُ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند کیا اور میرے لئے میرے صحابہ کو پسند کیا

میرا مرد گارا اور رشتہ دار بنایا، عنقریب آخری زمانہ میں ایک قوم آئے گی جو ان حضرات

پر تنقیص کرے گی خبردار ان کے ساتھ نہ کھانا خبردار ان کے ساتھ نہ پینا۔ خبردار

ان کے ساتھ نہ نکاح نہ کرنا خبردار ان کے ساتھ نہ ٹھکانہ نہ پڑھنا اور نہ ان پر جنازہ پڑھنا

ان پر لعنت کرنا بھی جائز ہے۔

حضرت جابر سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ مِّنْ بَالِغِ نَحْتِ الشَّجَرَةِ

(جن لوگوں نے درخت تلے بیعت کی ہے ان میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔)

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول ہے کہ

اطْلَعَ اللّٰهُ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اَعْلَمُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غُفِرَتْ لَكُمْ

واللہ تعالیٰ اہل بدر پر متوجہ ہوا اور فرمایا میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے جو

چاہا ہو کرو۔)

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

اَلَمَّا اَصْحَابِيْ مِثْلُ الْجَوْمِ فَاَيُّهُمْ اَخَذَتْهُمْ اَهْلُوْا بَيْتَهُمْ

(بے شک میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں آپ جس کے قول پر عمل کریں گے

ہدایت پائیں گے)

حضرت ابن بربدہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

مَنْ مَاتَ مِنْ اَصْحَابِيْ بَا مَرَضٍ جَعَلَ شَفِيْعًا لِّاهْلِ تِلْكَ الْاَرْضِ

(میرا جو صحابی جس علاقے میں انتقال کرے گا وہاں کے لوگوں کا شفیق ہوگا)

حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں جس نے اصحاب رسول کے اہانت میں

ایک کلمہ بھی کہا وہ اہل ہوا میں شامل ہے۔ علامہ قاضی عیاض شفا میں فرماتے ہیں۔

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و تکریم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ آپ کے

صحابہ کی تعظیم کی جائے ان کے ساتھ نیکی کی جائے ان کے حقوق کو پہچانا جائے۔ اسی

طرح ان کی قدر و ثناء پر بیحد الفاظ میں تعریف و توصیف کرنی اور ان کے آپس کے

اختلافات سے کف سنا کر ان کے دشمنوں سے دشمنی کرنا۔ مورخین کے اقوال

بیعت حدیبیہ کی طرف اشارہ ہے مترجم

گمراہ شیعوں اور بدعتیوں کی بے سرو پا روایتوں سے اعتراض کرنا اور ان کے آپس کے جھگڑوں اور اختلاف کو ابھی تاویلات پر محمول کرنا اور وہ ان تمام باتوں کے اہل بھی ہیں۔ اسی طرح انہیں برائی سے یاد نہ کرے بلکہ ان کے حسنات اور فضائل بیان کرنے اس کے علاوہ تمام باتوں سے خاموشی اختیار کرے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو زربانوں کو قابو میں رکھا کرو اور اسی مقام میں ہے کہ ایک آدمی نے حضرت معالی بن عمران بن عبد الغزیز کے سامنے حضرت معاویہ کے بارے میں کچھ بری بات کی تو وہ غصے میں آ گئے اور فرمایا کہ رسول اللہ کے صحابہ کو کسی پر قیاس نہ کیا جائے حضرت معاویہ صحابی ہیں رسول اللہ کے رشتہ دار ہیں کاتب رسول ہیں اور وحی کے امین ہیں۔ امام نووی شرح مسلم کتاب الزکوٰۃ میں حدیث یکون فی امتی فرقتان یخرج منہ بینہما مارقۃ یملی قتلہما ادلیہم بالحق کے تحت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ پر ظاہر فرمادیا تھا کہ وہ حق پر ہیں اور حضرت معاویہؓ کے گروہ نے ان سے بغاوت کی ہوئی ہے اور اسی میں یہ تصریح بھی ہے کہ دونوں گروہ مومن ہیں اور اس جدال قتال سے ایمان سے بھی خارج نہیں ہوئے اور فاسق بھی نہیں ہوئے یہی ہمارا اور ہمارے اصحاب کا مذہب ہے اور امام نووی شرح مسلم کتاب الفتن میں فرماتے ہیں جانا چاہئے کہ وہ خون ریزی جو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے مابین واقع ہوئی ہے وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے اور اہل السنۃ والحق کا مذہب یہ کہتا ہے کہ ان کے ساتھ حسن ظن رکھو۔ ان کے آپس کے اختلافات سے خاموشی اختیار کرو اور ان کے قتال و جدال کی تاویل یہ ہے کہ وہ مجتہد اور تاویل کرنے والے تھے۔ انہوں نے یہ اختلاف معصیت اور دنیا کی ہوا و حرص کے لئے نہیں کیا بلکہ ان دونوں گروہوں میں ہر ایک یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا

مخالف غلطی پر ہے۔ اس صورت میں قتال واجب تھا تا کہ اللہ تعالیٰ دونوں گروہوں میں فیصلہ فرمادے چنانچہ اس اجتہاد میں بعض مصیب اور بعض محظی تھے لیکن معذور فی الخطا تھے اس لئے کہ مجتہد سے جب خطا ہو جائے تو اسے مجرم نہیں ٹھہرایا جاتا ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ان جنگوں اور لڑائیوں میں حضرت علیؑ کا اجتہاد مصیب اور درست تھا۔ اہل سنت کا مذہب بھی یہی ہے۔ اسی طرح امام نووی شرح مسلم میں حدیث قال لعمار تغتلبک فئۃ الباغیہ (اے عمار تجھے باغی گروہ قتل کرے گا) کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت علیؑ کی اصابت اور حق پر ہونے اور دوسرے گروہ کے باغی ہونے پر واضح دلیل ہے چونکہ دوسرا گروہ بھی مجتہد تھا اس لئے وہ مآخوذ اور معصوب نہیں ہے جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے کئی مقامات پر وضاحت کی ہے۔ علامہ زرقانی تو قیر صحابہ اور جہاں مؤرخین کی منقولہ مطاعنہ روایات سے عدم التفات کی وضاحت کے بعد فرماتے ہیں کہ ان حضرات کے مابین جو منازعات اور محاربات تھے ان کے محامل اور تاویلات ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک نے اپنے اجتہاد کے تقاضے کو پورا کیا۔ اگرچہ اس میں غلطی بھی ہوئی جیسا کہ حضرت معاویہ نے حضرت علیؑ کے ساتھ کیا حالانکہ بالاتفاق اہل حق حضرت علیؑ پر تھے لیکن حضرت معاویہ اپنی غلطی کے باوجود عند اللہ مآجور ہیں۔ اور علامہ زرقانی شرح مواہب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص کے بیان میں فرماتے ہیں تمام صحابہ تعزیل الہی اور تعزیل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عادل ہیں جس کا ثبوت ظواہر کتاب اور سنت سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے محمد رسول اللہ والذین معہ الایہ۔ علامہ ابن الانباری نے اس طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ دوسرے راویوں کی طرح انکی شہادت اور روایت میں کسی کو بحث نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ خبر الامت ہیں اور جن حضرات

سے چوری اور زنا ایسی غلطی سرزد ہوئی ہے اسے اقتضاً بشری پر محمول کیا جائے گا اور جس عمل سے دوسروں کو فاسق کہا جاتا ہے انہیں نہیں کہا جاسکتا جیسا کہ علامہ جلال الدین علی نے شرح جمع الجوامع میں لکھا ہے کہ ایسے افراد کی شہادت قبول کی جائے گی ہاں یہ فرض ہے کہ اگر ان میں سے کسی سے گناہ کبیرہ سرزد ہوا تو اس پر حد لگے گی۔

علامہ زر قانی نے حضرت حسن اور حضرت دونوں گروہ مسلمان تھے معاویہ کے مابین صلح والی حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس فتنے میں شامل دونوں گروہوں میں کوئی ایک مسلمان بھی نہ قتل ہوا اور نہ فعلاً اسلام سے خارج ہوا مگر ایک گروہ مصیب اور دوسرا محفل تھا اور دونوں ہی اجر و ثواب کے مستحق ہیں۔

حضرت حسن کی دستبرداری کی اصل وجہ علامہ قسطلانی شرح بخاری باب علامة النبوة میں حدیث وَلَعَلَّ اللَّهَ يُضِلَّ بِهِ بَيْنَهُ فِتْنَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ کے ذیل میں فرماتے ہیں طائفتین سے مراد حضرت معاویہ بن ابی سفیان کا گروہ اور حضرت حسن بن علی کا گروہ ہیں جنہوں نے ان کے ہاتھ پر مرنے کی بیعت کی ہوئی تھی۔ ایسے لوگوں کی تعداد چالیس ہزار تھی، خلافت کے سب لوگوں سے زیادہ حقلہ حضرت حسن بن علی تھے لیکن انکے ورع و تقویٰ اور رغبت مع اللہ نے انہیں دنیاوی حکومت سے دور رکھا۔ آپ کی طرف سے صلح کی پیش کش کمزوری اور قلت لشکر کی وجہ سے نہیں تھی۔ قولہ من المسلمین اس بات کی دلیل ہے کہ اس فتنے میں شامل دونوں گروہوں میں سے کوئی ایک بھی قتل یا فعلاً اسلام سے خارج نہیں ہوا۔ دونوں گروہوں میں سے ایک مصیب اور دوسرا محفل ہے لیکن عند اللہ دونوں ملجوم و مثاب ہیں۔

حضرت معاویہ کے لئے دعا علامہ ملا علی قاری مرقاة مشکوٰۃ جلد ثانی

باب مناقب صحابہ میں حدیث عن النبی صلی اللہ علیہ انہ قال لمعاویہ اللہم اجعلہ معادیا ومہدیابہ وراہدبہ کے ضمن میں فرماتے ہیں لَا اِثْرَ لِنَبِیٍّ اَنْ دُعِیَ الْبُغْیَ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ مُسْتَحْبَابٌ فَمَنْ کَانَ هَذَا خَالِئاً کَیْفَ یُؤْتَابُ فِی حَقِّہِ (بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مستجاب ہے تو جس کی ایسی حالت ہے اس کے بارے میں کیسے شک کیا جاسکتا ہے)

ملا علی قاری مرقاة جلد ثانی میں دوسروں پر صحابہ کرام صحابی کا مرتبہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی حضرت ابن مبارک سے حضرت معاویہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں سوال کرتا کہ ان میں سے کون افضل ہے تو آپ فرماتے حضور علیہ السلام کے ساتھ جاتے ہوئے حضرت معاویہ کے گھوڑے کے ناک میں جو غبار داخل ہوا وہ عمر بن عبدالعزیز سے بہتر ہے۔

قطبیت اور ظنیت میں فرق ہے بغیر المذاہب میں ہے کہ اہلسنت و جماعت کا تعظیم صحابہ کے وجوب پر ان کی اچھی باتوں کے ذکر اور ناپسندیدہ باتوں سے خاموشی پر اجماع ہے اس لئے کلمات و احادیث ان کے فضائل و مناقب میں وارد ہیں ان حضرات کے بارے میں طعن و تشنیع سے رکنا واجب ہے وہ آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ جو تمام صحابہ کی فضیلت میں تھیں لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر باب سیر نے حضرت معاویہ حضرت عمرو بن عاص اور حضرت مغیرہ بن شعبہ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس سے صرف نظر کرنی چاہئے اور ان کی باتوں پر توجہ نہیں دینی چاہئے اس لئے کہ ان کی صحیحہ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم قطعی ہے اور اگر باب سیر کے اقوال ظنی ہیں اور جو چیز ظن سے منقول ہو وہ قطعی سے مزاحم نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ حضور علیہ السلام کا

ارشاد ہے جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو اپنی زبانوں کو قابو میں رکھا کرو۔ اور جو آدمی بھی ان حضرات کے بارے میں کوئی بات سنے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اس میں غور کرے صرف کتاب میں دیکھنے سے ان کی طرف نسبت نہ کرے غور و خوض کے بعد جب ایک چیز ثابت ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کی اچھی تاویل کرے اور اسے درست مخارج پر محمول کرے کیونکہ ان کے تمام اختلافات کی تمام دلیلیں ہو سکتی ہیں۔

خلافت میں اختلاف کے وقت خلیفہ کون تھا | اسی طرح ائمہ دین کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہ حضرت علی کے دور میں خلیفہ نہیں تھے بلکہ حضرت علی کی وفات اور حضرت حسن کے امر خلافت ان کے سپرد کرنے کے بعد وہ خلیفہ برحق اور امام صدق مقرر ہوئے حضرت حسن کا خلافت سے دستبردار ہونا اضطراری نہیں بلکہ اختیاری تھا۔ ان پر عیب جوئی اور طعنہ زنی سے باز رہنا چاہئے اور دشنام طرازی سے احتراز کرنا چاہئے ان پر طعنہ زن خود مطعون ہے بلکہ وہ اپنے نفس اور دین پر طعنہ زنی کر رہا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی صواعق محرقة فرماتے ہیں کہ یہ بات اہلسنت وجماعت کے اعتقاد میں شامل ہے کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ کے مابین جو لڑائیاں ہوئی ہیں اس پر اجماع ہے کہ وہ استحقاق خلافت میں نہ تھے اور جو فتنے برپا ہوئے ان کا سبب بھی یہ نہ تھا بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت معاویہ حضرت عثمان کے چچا زاد بھائی ہونے کی حیثیت سے حضرت علی سے قاتلین عثمان کو مانگتے تھے حضرت علی انہیں سپرد کرنے سے یہ گمان کرتے ہوئے احتراز کر رہے تھے کہ ان کی فوری سپردگی سے اکثر قبائل میں اضطراب پھیلے گا اور نظام حکومت تہ و بالا ہو کر رہ جائیگا۔

علامہ ابن حجر اسی صواعق محرقة کے ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ اہلسنت کے اعتقاد میں یہ بات بھی داخل ہے کہ حضرت علی کی موجودگی میں حضرت معاویہ خلیفہ

نہ تھے البتہ انہیں اپنے اجتہاد کا ایک اجر ضرور ملے گا اور حضرت علی کو ایک اجر صرف اجتہاد پر اور دوسرا اجتہاد کے درست ہونے پر ملے گا بلکہ دس اجر ملیں گے۔

خلافت حضرت معاویہ | اسی صواعق محرقة میں صحیح بخاری کی حدیث انے النبی هذا سید لعلہ اللہ یصلح بین فئتين عظیمین من المسلمین) جو کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں ہے) کے تحت لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے مابین صلح کا ذکر فرمایا اور یہ دلیل ہے حضرت حسن کے صلح کی درست ہونے کی دوسری بات یہ ہے کہ اس سے صلح کے بارے میں حضرت حسن کا اختیار بھی ثابت ہو رہا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اس سے حضرت معاویہ کی خلافت کا صحیح ہونا بھی ثابت ہوا۔ ہم عنقریب اس قضیہ خلافت کا جو اس صلح پر مرتب ہوتا ہے وضاحت سے ذکر کریں گے۔

حق بات تو یہ ہے کہ اس صلح کے بعد حضرت معاویہ کی خلافت ثابت ہو گئی اور وہ اس کے بعد خلیفہ برحق اور امام صدق قرار پائے۔

دعا رسول | ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی عمیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہم اجعلہ صا دیا مہدیاً۔ اور امام احمد اپنی مسند میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن ساریہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ اللہم علم معاویۃ الکتاب والحساب۔

تشریح | پہلی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ آپ کے لئے یہ دعا فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہادی مہدی بنائے۔ یہ حدیث حسن ہے اور اسے حضرت معاویہ کی فضیلت میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ حضرت علی اور آپ کے درمیان جو جنگیں ہوئی ہیں۔ ان میں آپ پر انگشت نمائی نہیں کی جاسکتی کیونکہ وہ جنگیں اجتہاد پر

مبنی تھیں اور اگر مجتہد غلطی کرے تو اس کا عذر معقول ہونے کی وجہ سے اس کی ملامت اور مذمت نہیں کی جائے گی۔ اسی غلطی کی وجہ سے تو وہ ایک احبر کا مستحق ہو رہا ہے۔

دوسری حدیث میں بھی رسول اللہ آپ کے لئے دعا فرما رہے ہیں اور دعا رسول یقیناً استجاب و مقبول ہے۔ چنانچہ اس سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ جو کچھ حضرت معاویہؓ نے اس سلسلے میں کیا ہے اس پر انہیں اجر ملے گا۔

دونوں گروہوں کے اسلام پر حدیث گواہ ہے | حدیث مذکورہ میں قسٹین عظیمتین مسلمین کا لفظ ہے جو ان کے اسلام کی بقا پر دلالت کر رہا ہے دونوں گروہ علیحدگی میں برابر ہیں کسی کی تفسیق و تنقیص درست نہیں۔ اگرچہ حضرت معاویہ کا گروہ باغی تھا لیکن اس کی تفسیق نہیں کی جائے گی۔ علامہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں بہر حال جو بدعتی لوگ کہتے ہیں کہ مَنْ سَبَّهٗ وَ لَعَنَهُ فَلَهُ فِيْهِ اَسْوَدُ دَحْنٍ نے ان حضرات کو گالی دی اور ان پر لعنت بھیجی ان کے لئے طریقہ ہے (یعنی حضرات شیخین اور حضرت عثمان کا طریقہ ہے ان کے اس قول کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ ایسی باتیں اکثر جہل لوگ کرتے ہیں ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو اور ذلیل و رسوا ہو۔ اہلسنت کے واضح دلائل و براہین کی تلواریں ایسے لوگوں کے سروں پر لٹک رہی ہیں۔

خون بہا میں تاخیر کا سبب | علامہ ابن ہمام مسائرہ میں فرماتے ہیں حضرت علی اور حضرت معاویہ کی جنگ منازعت اور جھگڑے پر نہیں اجتہاد پر مبنی تھی حضرت علی کا خیال تھا کہ قاتلان عثمان بڑے قبیلے والے ہیں اور فوج میں شامل ہو گئے ہیں اب اگر کوئی فوری کارروائی سامنے آتی ہے تو اس سے نظام خلافت درہم برہم ہو جائے گا۔ اس لئے تاخیر

زیادہ مناسب ہے یہاں تک کہ ان پر مکمل کنٹرول نہ ہو جائے کیونکہ اشتر نخعی سے یہ بات منقول ہے کہ جنگ جمل کے دن حضرت علی نے آواز دی کہ قاتلین عثمان ہم سے علیحدہ ہو جائیں تو ان لوگوں نے آپ پر بھی خروج اور قتل کی تدبیر سوچنی شروع کر دی۔

اختلاف صحابہ | شرح عقائد الفی میں حضرت علی کے بیان میں ہے کہ ان میں جو جنگیں اور مخالفتیں ہوئی وہ استحقاق خلافت میں نہیں تھی بلکہ خطا اجتہادی تھی علامہ خیالی اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں حضرت معاویہ اور ان کے گروہ نے حضرت علی سے اس اعتراف کے باوجود کہ وہ اہل زمانہ سے افضل اور امامت کے زیادہ حقدار ہیں قاتلین عثمان سے قصاص نہ لینے کے شیعہ میں بناوت کر دی۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں لا تقدس العصابة الا بخیر (صحابہ کا ذکر خیر ہی کرو) اگر ان میں کسی کی کچھ ایسی باتیں ہیں جو بظاہر شر نظر آتی ہیں تو وہ یا اجتہاد کے قبیل سے ہیں یا ایسی ہیں جن سے ان کا مقصد فساد و عناد نہیں بلکہ ان حضرات سے حسن ظن کی بنا پر خیر پر محمول کرنا چاہئے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے خیر القرون قرنی اور اذا ذکر اصحابی فامسکوا۔ اسی جہور علماء کا قول ہے کہ تمام صحابہ کرام قتل عثمان اور اختلاف علی و معاویہ کے پہلے اور بعد عادل ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے جسے داری نے روایت کیا ہے کہ اصحابی کا النجوم با یھم اقتدیتم اقتدیتم علامہ ابن دقیق العید اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مشاجرات صحابہ میں دو قسم کی روایتیں منقول ہیں ایک باطل اور جھوٹ۔ یہ تو قابل اعتنا ہی نہیں۔ اور دوسری صحیح روایتیں۔ ان کی اچھی اور مناسب تاویل کرنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ پہلے ان کی تعریف و توصیف فرما چکا ہے اور بعد میں جو باتیں ان سے منسوب یا منقول ہیں وہ قابل تاویل ہیں اس لئے کہ تحقیق و معلوم کو مشکوک و مہموم چیز باطل

نہیں کر سکتی۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں: صحا کا ایک جماعت جس نے حضرت علی کی طرف سے مدافعت کی اور ان کی معیت میں جبل و صفین میں شریک ہوئے۔ اس چیز سے حضرت علی کا خلیفہ نہ ہونا ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی مخالفین کی گمراہی ثابت ہوتی ہے کیونکہ مسئلہ خلافت حقیقت میں اختلافی و نزاعی تھا ہی نہیں بلکہ اختلاف قاتلان عثمان سے جلد یا بدیر بدلہ لینے میں تھا اس میں بھی اختلاف اجتہادی تھا کیونکہ ان حضرات گرامی میں کوئی بھی فاسق و گمراہ نہ تھا اسی قول پر تمام علماء کا اعتماد ہے اسی شرح فقہ اکبر میں ہے کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر مجتہد تھے اور ان سے خطا اجتہادی واقع ہوئی ہے کیونکہ ظاہری دلائل سے قتل عمد پر قصاص واجب ہے۔ اس لئے کہ امام المسلمین کا خون فساد پھیلانے کے لئے بہایا گیا صحیح سے تاویل فاسد کو ملایا گیا اور مواخذہ میں توقف علم خفی ہے جس پر حضرت علی کو دسترس حاصل تھی کیونکہ رسول اللہ نے آپ سے فرمایا تھا: **اِنَّكَ تَقَاتِلُ عَلِيَّ النَّشَاوِيلَ كَمَا تَقَاتِلُ عَلِيَّ النَّزِيلَ** (آپ سے تاویل پر جنگ کی جائے گی جیسا کہ تنزیل پر کی گئی ہے) چنانچہ بعد میں دونوں صحابی اپنے کئے پر نادم تھے اور حضرت عائشہ بھی پچھتاتی تھیں اور اتنا روتیں کہ دوپٹہ تر ہو جاتا حضرت معاویہ کی خطا اجتہادی تھی اور انہوں نے اس پر اصرار بھی نہیں کیا کہ انہیں فاسق کہا جائے۔

کیا حضرت معاویہ باغی تھے | اہلسنت و جماعت نے انہیں باغی کہنے میں اختلاف کیا بعض نے اس

سے روکا لیکن دوسرا اگر وہ رسول اللہ کی وہ حدیث پیش کرتا ہے جس میں آپ نے عماربین یا سر سے فرمایا تھا: **تَقَاتِلْ فِئَةَ النَّبَاغِيَةِ**۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں: ہم صحابہ کا حرف ذکر خیر ہی کرتے ہیں اور اہلسنت و

جماعت کا طریقہ بھی یہی ہے کہ صحابہ کا ذکر خیر ہی کیا جائے ان پر لعن طعن و تشنیع اور اعتراض و انکار نہ کیا جائے اور ان سے سؤادہی نہ کی جائے کیونکہ ان حضرات نے رسول اللہ کی صحبت پائی ہے اور ان کے فضائل و مناقب آیات و احادیث میں بجزرت موجود ہیں اور فرمایا بعض کی آپس میں مشاجرات و محاربات اور اہلبیت رسول کے حقوق میں کوتاہی منقول ہے اس میں اول تو تحقیق و تفتیش کی جائے اگر ایسی کوئی چیز ثابت بھی ہو تو اس سے گفتہ ناگفتہ اور شنیدہ ناشنیدہ کہ دیا جائے کیونکہ ان حضرات کی صحبت مع النبی یقینی ہے اور روایات قطعی چنانچہ ظن یقین کا معارض نہیں اسی لئے ظن سے یقین متروک نہیں ہوتا۔

چنانچہ سرحد دار السلام پر آباد حضرات میں حضرت معاویہ حضرت عمر بن عاص اور میسر بن شعبہ وغیرہ ہم کی کچھ باتیں ایسی ہیں جو حد تو اتر کر پہنچی ہوئی ہیں جن سے باطن میں کدورت اور دل میں وحشت پیدا ہوتی ہے لیکن جو لوگ مشائخ اہلسنت و جماعت کے تابع ہیں اپنی زبانوں کو بند رکھتے ہیں اور ان حضرات کے بارے میں کوئی نازیبا کلمہ زبان پر نہیں لاتے آثار میں ہے کہ جنگ صفین میں حضرت معاویہ کے لشکر سے ایک گرفتار شدہ آدمی حضرت علی کی خدمت میں حاضر کیا گیا حاضرین میں سے ایک آدمی کو اس پر رحم آگیا اور کہنے لگا کہ سبحان اللہ میں تو انہیں بہت اچھا مسلمان سمجھتا تھا افسوس کہ آخر ان کی یہ حالت ہو گئی۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا کیا کہہ رہے ہو۔ وہ اب بھی مسلمان ہیں۔

حضرات صحابہ کرام پر لعن و طعن اور دشنام طرازی اگر دلیل قطعی کے مخالف ہے تو کفر ہے جیسے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی جائے معاذا اللہ من ذلک۔ ان کی طہارت دامن نصوص قرآنیہ سے ثابت ہے اور اگر دلیل قطعی سے ثابت نہ ہو تو بدعت و فسق ہے۔

منشأ اختلاف شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علیؓ (حقدار ہونے کی بنا پر) خود بخود خلیفہ متعین ہو گئے (کیونکہ مجلس شوریٰ میں حضرت عثمانؓ کے بعد آپ کی خلافت پر اتفاق ہو چکا تھا آپ اہل حل و عقد کے اجماع سے خلیفہ برحق اور امام مطلق ہوئے اور مخالفین کی نظر سے جو نزاع آپ کے دور خلافت میں ہوا استحقاق خلافت اور حق امامت میں نہیں تھا بلکہ اس بغاوت و خروج کا منشأ اجتہاد میں خطائی تھی کہ حضرت معاویہ اور حضرت عائشہ قاتلین عثمان کو فوری سزا دینے کے حق میں تھے اور حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہ تاخیر کے حق میں تھے۔

علامہ جمال الدین محدث روضۃ الاحباب فی سیر النبی والالہ والاصحاب میں فرماتے ہیں واضح ہو کہ بعض صحابہ کرام کی آپس میں مخالفت و مخالفت اہلسنت کے نزدیک نفسانیت پر نہیں بلکہ اجتہاد پر محمول ہے۔ اس سلسلہ (مخالفت و مخالفت) کی تمام روایات تاویلات اور محامل صحیحہ کے قابل ہیں۔ اگرچہ ان میں بعض روایات ایسی بھی ہیں جن کی کوئی مناسب تاویل نہیں کی جاسکتی لیکن میں کہتا ہوں اول تو یہ باتیں بطریق اخبار منقول ہیں۔ دوم یہ کہ ان کے راوی اکثر ضعیف اور کذاب ہیں دونوں صورتوں میں آیات قرآنی اور احادیث مشہورہ کے مقابل میں نہیں آ سکتی۔ اس صورت حال کے پیش نظر مناسب یہی ہے کہ ان اخبار و روایات کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام پر طعن و تشنیع نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ ان حضرات پر طعن و تشنیع آخرت میں نقصان اور خسارہ کا سبب ہے اور اس طریقہ پر چھوٹوں کی خبروں سے کتاب و سنت کا ابطال بھی لازم نہیں آئے گا۔ اس سلسلہ میں جو وہابیہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ ان کا خیال رکھنا

چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے۔

علامہ ابوالفضل تورپشتی المعتمد فی المنتقد میں تو قیر صحابہ کرام کے بیان میں فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کے لئے لازمی ہے کہ صحابہ کرام کو بنظر تعظیم دیکھیں اور کسی حال میں بھی ان نفوس قدسیہ کے سلسلہ میں زبان درازی نہ کریں کیونکہ رسول اللہ نے اسی فتنہ سے امت کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ اللہ اللہ فی اصحابی لا تنخذوہم بعدی غرضاً فوالذی نفسی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیدہ لو انفق احدکم مثل احد ذہباً ما ادرت احدہم ولا نصفہ (میرے صحابہ کے بارے میں اللہ رب العزت سے ڈرو اور انہیں اعتراضات کا نشانہ نہ بناؤ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ اگر تم احادیث جتنا سونا خرچ کرو تو بھی اس اجر و ثواب کو نہیں پاؤ گے اور نہ اس کا آدھا جو میرے صحابہ کو حاصل ہے شیطان تعصب اور نفس پرستی سے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتا رہتا ہے کہ صحابہ کرام کی آپس میں مخالفت دین کی وجہ سے ہے۔ رسول اللہ کے بعد ان کی سیرت میں تغیر آ گیا تھا۔ آپس میں جنگ کی خونریزی کی مسلمانوں کو فتنے میں مبتلا کیا۔

اس کے متعلق پہلے یہ بات ذہن میں راسخ کر لینی چاہئے کہ وہ بہر کیف آدمی تھے۔ فرشتے بھی نہ تھے اور منصب نبوت پر بھی فائز نہ تھے کہ گناہوں سے معصوم ہوتے ان سے خطا تو ہو سکتی ہے لیکن رسول اللہ کے شرف محبت و مجلس کی وجہ سے اس پر اصرار ممکن نہیں جب کبھی ایسا موقع آیا تو حق بات کی وضاحت کے بعد غوراً حق کی طرف مائل ہو گئے۔ اس بارے میں اہل حق کا مذہب بھی یہ ہے کہ بندہ صرف گناہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا (اس کی دلیل عنقریب آئے گی) اور اگر کافر نہیں ہوتا تو لازمًا مومن ہو گا۔ تو مومن فاسق کو بھی سب و شتم کرنا جائز نہیں چہ جائیکہ صحابہ کرام کی ہڈی کی

جائے جن کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عزت و حرمت کی وصیت فرمائی ہے اور ان کی عیب جوئی پر سزائش کی ہے اور فرمایا میرے صحابہ سے کچھ نامناسب چیزوں کا صدور ہو گا لیکن آپ لوگ ان پر نکتہ چینی نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ میرے سبب ان کی اس قسم کی باتوں سے درگزر فرمائے گا (اس مسئلہ میں احادیث کثیرہ موجود ہیں)

امام غزالی کا نقطہ نظر | امام غزالی علیہ الرحمہ کیمائے سعادت میں اعتقاد رسولوں کے آخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا اور مقام نبوت میں وہ کمال عطا فرمایا جس سے زیادتی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور خاتم الانبیاء بنا کر بھیجا جس کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں آسکتا۔ تمام جن و انس کو آپ کی اطاعت و متابعت کا حکم دیا گیا اور تمام نبیوں کا سردار بنایا گیا اور دوسرے انبیاء کرام کے صحابہ سے بہتر صحابہ عطا فرمائے گئے۔

عمر بن عبد العزیز کا خواب | اور امام غزالی علیہ الرحمہ کیمائے سعادت کے احوال سردماں کے بیان میں لکھتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں میں اس محفل میں حاضر ہی ہوا تھا کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں آئے اور ایک مکان میں چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عیسیٰ باہر آئے اور فرمایا قضیٰ فی ذی بئ الکعبۃ (واللہ میرا حق ثابت ہو گیا) پھر حضرت معاویہ باہر آئے اور فرمایا غُفِرَ لی ذی بئ الکعبۃ (ب کعبہ کی

قسم مجھے معاون کر دیا گیا)

حضرت معاویہ بغاوت میں خطا پر ہونے کے باوجود معذور بلکہ مجہور اہلسنت کے نزدیک خطا اجتہادی کی وجہ سے ماحور و مشاب ہیں۔ اس باب میں مؤرخین کی حکایتیں اور قصے بے سرو پا ہیں اگر ان چیزوں کو تسلیم بھی کر لیں تو بھی حضور علیہ السلام کی شرف محفل اور وعدہ کے مطابق صحابہ کرام خطاؤں سے پاک اور مغفور ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر کوئی یہ کہے کہ تحفہ اثنا عشریہ (تصنیف شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ) میں مافضیوں اور اہلسنت کے سلسلہ میں سوال و جواب میں مذکور ہے۔ سوال کہ جب آپ انہیں (حضرت معاویہ کو) باغی و متغلب سمجھتے ہیں تو ان پر لعنت کیوں نہیں کرتے؟

جواب۔ اہلسنت و جماعت کے نزدیک مرتکب کبیرہ پر لعنت جائز نہیں اور باغی مرتکب کبیرہ ہے اس لئے اس پر لعنت جائز نہیں اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ تحفہ اثنا عشریہ میں شاہ صاحب کا مخاطب فرقہ مخالف سے ہے اس لئے اسے مبنی پر تنزل سمجھا جائے گا ورنہ جمہور کی مخالفت کے ساتھ ساتھ اپنے والد ماجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب ازالۃ الخفا کے مخالفت لازم آئے گی حالانکہ آپ تحفہ اثنا عشریہ میں اس کتاب کا حوالہ دے چکے ہیں مثلاً حضرت معاویہ مجتہد مخطی ہیں اور شبہ سے تمسک کی وجہ سے معذور ہیں۔ اس پر قصہ اہل جمل کی طرح میزان شرع میں میں نے بہت واضح دلیل دی ہے اور شیخ المشارح حضرت شیخ احمد سرہندی نے اپنے

مکتوبات میں جو قول نقل کیا ہے اس کے بھی مخالف ہے مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ بزرگ ہیں اور ان کا ذکر عزت و احترام سے کرنا چاہئے خطیب حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان اللہ اختار من حفظہ فیہم حفظہ اللہ ومن اذانی فیہم اذاہ اللہ (بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے صحابہ کو پسند کیا انہیں میرے لئے مددگار اور رشتہ داری کے لئے پسند کیا جس نے ان کے بارے میں مجھے محفوظ رکھا اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھے گا اور جس نے ان کے بارے میں مجھے اذیت و تکلیف دی اللہ تعالیٰ اسے اذیت و تکلیف دے گا۔)

اور طبرانی ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: من سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین (جس نے میرے صحابہ کو برا کہا اس پر اللہ تعالیٰ ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے) ابن عدی حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ان اشراہ اُمَّتِیْ اَجْرُ اُھْمُ عَلَیْ اُفْحَابِیْ (میری امت کے شریر میرے صحابہ پر جرات کریں گے) ان حضرات کے اختلاف کو اچھی چیز پر محمول کرنا چاہئے اور سہواً ہو س پر قیاس نہ کرنا چاہئے کیونکہ ان حضرات کے اختلاف اجتہاد اور تاویل پر مبنی ہیں اور جمہور اہلسنت و جماعت کا یہی مذہب ہے۔

خطا اجتہادی | یہ بات پیش نظر رہے کہ حضرت علیؓ سے مقابلہ و مقاتلہ کرنے والے خطا پر تھے اور حق حضرت علیؓ کے ساتھ تھا چونکہ یہ خطا اجتہادی تھی اس لئے ان حضرات کو ملامت اور ان سے مواخذہ نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ شارح مواقف نے کہا ہے کہ اختلاف جمل اور صفین اجتہاد

پر مبنی تھا شیخ ابو شکور سلمیٰ نے تمہید میں تصریح کی ہے کہ اہلسنت و جماعت اس پر متفق ہیں کہ حضرت معاویہ اور ان کے معاونین خطا پر تھے لیکن یہ خطا خطا اجتہادی تھی شیخ ابن حجر مکی صواعق مبرقہ میں لکھتے ہیں کہ اہلسنت کے معتقدات میں یہ ہے کہ حضرت معاویہ کا حضرت علیؓ سے اختلاف اجتہاد پر مبنی تھا اور جو شارح مواقف نے لکھا ہے کہ بہت سے صحابہ کا قول ہے کہ یہ اختلاف اجتہاد پر مبنی نہیں۔ اس قول میں کون سے صحابہ مراد ہیں (ان کی وضاحت نہیں ہے) اہلسنت کا قول گذشتہ اوراق میں آپ پڑھ چکے ہیں اور علماء امت کی کتابیں اس خطا کے خطا اجتہادی ہونے پر شاہد ہیں۔ امام غزالی اور قاضی ابو بکر کا بھی یہی قول ہے اسی وجہ سے حضرت علیؓ سے لڑنے والوں کی تفصیل و تفسیق جائز نہیں۔ قاضی عیاض شفا میں فرماتے ہیں کہ جو شخص صحابہ رسولؐ مثلاً حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت معاویہؓ اور حضرت عمر ابن عاصؓ میں سے کسی ایک پر سب و شتم کرے یا ان کی تفصیل و تکفیر کرے تو اسے قتل کر دیا جائے اور اگر ائمہ کرام پر سب و شتم کرے تو اسے سخت ترین سزا دی جائے۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی طرف سے لڑنے والوں کی تکفیر جائز نہیں جیسا کہ خوارج نے کی اور اسی طرح ان کی تفسیق بھی جائز نہیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے اور شارح مواقف نے کہا ہے کہ صحابہ نے ان حضرات کی طرف فسق کی نسبت کی ہے۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے جب کہ حضرت عائشہؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور دیگر بے شمار صحابہ کرام اس میں شریک تھے بلکہ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ جنگ جمل میں شہید ہوئے جب کہ حضرت معاویہؓ کا واقعہ صی میں انہوں نے تین ہزار لشکر کے ساتھ خروج کیا اور معرکہ صفین برپا ہوا بہت بعد کا ہے۔

ان حضرات کو فاسق کہنے کی جرأت وہی کر سکتا ہے جس کے دل میں مرض اور باطن میں خبیث ہو۔ حضرت معاویہ کے بارے میں بعض علماء نے جو لفظ جوہر استعمال کیا ہے اور کہا ہے کہ انہیں امامنا جاسراً اس سے مراد وہ جو رہنمائی جس کا معنی فسق و ضلالت ہے بلکہ اس سے مراد حضرت علیؓ کی موجودگی میں خلافت کا عدم تحقق ہے اور یہ قول مذہب اہلسنت کے مطابق ہے۔ اور باب استقامت خلافت مقصود الفاظ کے استعمال سے اجتناب کرتے ہیں اور خطا، اجتہادی سے زیادہ کچھ نہیں کہتے۔ اس سے زیادہ الفاظ جائز بھی کیسے ہو سکتے ہیں کیونکہ امام ابن حجر عسقلانی صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں۔ قد صح انہ کان اماماً عادلاً فی حقوق اللہ سبحانہ و فی حقوق المسلمین (بے شک وہ حقوق الہی اور حقوق مسلمین میں امام عادل تھے)

مولانا جامی پر اعتراض مولانا عبدالرحمن جامی علیہ الرحمہ اس خطا کو خطا منکر سمجھتے ہیں حقیقتاً یہ زیادتی ہے بلکہ خطا پر اضافہ زیادتی ہے اور اس کے بعد مولانا جامی کا یہ فرمانا کہ

اگر اوستحق لعنت است الخ

بالکل نامناسب ہے اس مقام میں نہ کوئی اشتباہ ہے اور نہ ہی یہ تردید کی جگہ ہے۔ اگر نہیں کے بارے میں لکھتے تو اس میں گنجائش تھی لیکن حضرت معاویہ کے بارے میں ایسا قول نامناسب ہے۔ ثقہ اسناد سے حدیث میں یہ روایت موجود ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاویہ کے بارے میں فرمایا۔

اے مولانا جامی کی کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ مترجم۔

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْنِي الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاجْعَلْهُمَا لِي رِزْقًا
(اے اللہ انہیں (حضرت معاویہ) کتاب و حکمت اور حساب کا علم عطا فرما اور عذاب سے محفوظ رکھ)

ایک دوسری روایت میں آپؐ نے فرمایا۔
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَ مُهْدِيًا (اے اللہ انہیں ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا)

آپؐ کی دعا یقیناً مقبول و منظور بارگاہ خداوندی ہے۔ اصل میں اس مقام میں مولانا جامی سے سہو و نسیان ہو گیا ہے اور وہی مولانا جامی نے حضرت معاویہ کا نام لینے کے بجائے "ان صحابی دیگر" (وہ دوسرے صحابی) کے الفاظ استعمال کئے۔ یہ بھی مولانا کی ناخوشی پر دلالت کر رہے ہیں۔ مَا بَيْنَا لَكَ تَوَاحُشًا اِنْ تَسِيئًا۔

امام شعبی پر اعتراض کا جواب حضرت امام شعبیؒ سے جو کچھ حضرت معاویہؓ کی مذمت میں منقول ہے اس کے بارے میں حق بات تو یہ ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہؓ کی طرف فسق کی نسبت کبھی نہیں کی اور وہ حضرت معاویہؓ کو ہمیشہ اس سے بالا تر سمجھتے رہے۔

ہمارے امام حضرت ابوحنیفہؒ چونکہ امام شعبیؒ کے شاگرد ہیں اس لئے ہمارے لئے ضروری و لازمی تھا کہ ہم بر تقدیر صدق اس روایت کا ذکر کرتے۔ امام شعبیؒ کے معاصر حضرت امام مالکؒ جو تابعی اور اعلیٰ علماء مدینہ ہیں حضرت معاویہؓ اور

اے امام شعبیؒ کے اس قول کا ماخذ ذکر نہیں کیا گیا (مترجم)

حضرت عمرو بن عاص پر سب دشتم کرنے والے کو واجب القتل سمجھتے ہیں تھے اگر یہ حضرات ایسے ہوتے تو امام مالک کیسے ان پر سب دشتم کرنے والے کو واجب القتل سمجھتے اس سے معلوم ہوا کہ آپ اسے کبار میں شمار کرتے تھے ورنہ حکم قتل نہ لگاتے۔ حضرت امام مالک حضرت معاویہ کی برائی کو حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان کی برائی کی طرح تصور کرتے تھے چنانچہ حضرت معاویہ کسی مذمت و ملامت کے مستحق نہیں ہیں۔

حضرت معاویہ پر تنقید زندیقوں کا کام ہے اے برادر حضرت میں اکیلے نہیں بلکہ کم و بیش نصف صحابہ کرام آپ کے ساتھ شریک ہیں چنانچہ حضرت معاویہ کی معیت میں حضرت علی کے ساتھ جنگ کرنے والوں کو اگر کافر و فاسق کہا جائے تو دین متین کے اس حصہ سے دستبردار ہونا پڑے گا جو ان حضرات کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔ اس کو صرف زندیق ہی جائز قرار دے سکتے ہیں۔ جن کا مقصد دین مبین کا بطلان ہوتا ہے۔

مسبہ اختلاف اے برادر۔ اس فتنہ کا منشا قاتلین عثمان سے تھا لہذا تھا سب پہلے مدینہ منورہ سے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر میدان میں آئے اور حضرت عائشہ صدیقہ نے ان حضرات کی موافقت و معاونت کی جنگ جمل (حضرت علی) اور ان حضرات کے مابین ہوئی اور تیرہ ہزار آدمی شہید ہوئے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے اسی جنگ میں شہید ہوئے اس جنگ کا سبب قاتلین عثمان سے قصاص میں تاخیر کرنا تھا اس کے بعد حضرت معاویہ بھی اس گروہ میں شامل ہو گئے اور

معمرہ صفین برپا ہوا۔

حضرت امام غزالی نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہ اختلاف حق خلافت میں نہیں تھا بلکہ حضرت علی سے مطالبہ قصاص تھا۔ امام ابن حجر مکی نے بھی اس قول کو اہلسنت کے معتقدات میں شمار کیا ہے۔ اکابر حنفیہ حضرت شیخ ابو شامہ سالمی مندرجہ بالا قول سے اختلاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

حضرت معاویہ کا حضرت علی سے اختلاف مسئلہ خلافت میں تھا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاویہ سے فرمایا تھا۔ اِذَا مَلَكَتِ النَّاسُ فَأَنفِقْ بِهَمْ (جب تو لوگوں پر حاکم ہو جائے تو نرمی سے پیش آنا) حضرت معاویہ میں اسی وقت خلافت کی امید پیدا ہو گئی تھی لیکن اس اجتہاد میں خطا وار تھے اور حضرت علی حق پر تھے کیونکہ ان کی خلافت کا وقت حضرت علی کے بعد تھا۔ ان دونوں اقوال میں تطابق و توافق اس طرح ہو گا کہ ابتدا میں منشاء اختلاف تاخیر قصاص تھا۔ بعد ازیں خلافت کی امید پیدا ہوئی (اور خلافت کے حصول میں جنگ ہونے لگی) بہر صورت یہ اجتہادی مسئلہ تھا اگر خطا وار ہیں تو ایک درجہ ثواب اور اگر حق پر ہیں تو دو درجے ثواب بلکہ دس درجے ثواب ملے گا۔

مشاجرات صحابہ میں سکوت کا حکم اے برادر۔ اس سلسلے میں سب سے اچھی چیز یہی ہے کہ مشاجرات صحابہ میں سکوت اختیار کیا جائے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے آپس کے اختلاف میں پڑنے سے منع فرمایا ہے۔ حدیث میں ہے کہ اِنْيَاكُمْ وَمَا شَجَرَ بَيْنَ اَصْحَابِي (میرے صحابہ کے آپس کے اختلاف میں خاموش رہو) اور فرمایا اِذَا ذَكَرَ اَصْحَابِي فَاَمْسِكُوا (جب میرے صحابہ

کا ذکر ہو تو زبان قابو میں رکھو) اللہ اللہ فی صحابی اللہ اللہ فی صحابی لا
تتخذوہم غرضاً (میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو میرے صحابہ
کے بارے میں اللہ سے ڈرو انہیں اعتراض کا نشانہ نہ بناؤ) امام شافعی علیہ الرحمہ
فرماتے ہیں اور یہی بات حضرت عمر بن عبدالعزیز سے منقول ہے کہ قُلْتُ لَمْ يَكُنْ
كَلِمَةً اللَّهُ عَنْهَا إِيْدِيْنَا فَلْيُطَهَّرْ عَنْهَا أَلَسْنَا (اس خون سے اللہ تعالیٰ نے
ہمارے ہاتھوں کو محفوظ رکھا اور مناسب ہے کہ ہم اپنی زبانیں اس سے بچائے رکھیں)
اس عبارت سے یہ مفہوم ہو رہا ہے کہ ہمیں ان کی خطا کو زبان پر نہیں
لانا چاہئے اور ان کا ذکر ہمیشہ اچھائی سے کرنا چاہئے۔

لعنت زیرید البتہ زیرید فاسقوں کے گروہ میں شامل ہے اس پر لعنت
میں توقف اور سکوت اس لئے ہے کہ اہلسنت وجماعت
کے ہاں یہ قاعدہ ہے کہ شخص معین اگرچہ کافر ہی کیوں نہ ہو اس پر لعنت جائز
نہیں الا یہ کہ اس کے خاتمہ بالکفر کا یقین ہو جیسا کہ ابولہب اور اس کی بیوی ہیں
اہلسنت کے سکوت کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ مستحق لعنت نہیں بلکہ اس کا
ملعون ہونا آیت کریمہ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ الخ
سے ثابت ہے۔

آخری گذارش اس دور میں اکثر لوگوں نے خلافت و امامت میں
بحث شروع کی ہوئی ہے اور صحابہ کرام علیہم السلام
کی مخالفت کو اپنا نصب العین بنایا ہوا ہے جہلاً مؤرخین اور مُردگان اہل بیت
کی تقلید میں صحابہ کرام کو نازیبا الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور ان نفوس قدسیہ
کی طرف نامناسب باتیں منسوب کرتے ہیں۔

چنانچہ میں نے عوام کی ضرورت اور خیر خواہی کے پیش نظر اپنے علم کی مطابق

جو کچھ جانتا تھا سہر و قرطاس کر کے دستوں اور عزیزوں کو ار سال کیا کیونکہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔ اذ اظهرت الفتن اوقال البدع و
سبتے اصحابی فلیظہر العالم علمہ فمن لم یفعل ذالک فعلیہ
لعنة الله والملائكة والناس اجمعین لا یقبلہ الله صفا ولا عدلا
(جب فتنے ظاہر ہو یا بدعت کا رواج ہونے لگے اور میرے صحابہ پر دشنام طرازی
ہونے لگے پس عالم کو چاہئے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے ورنہ اس پر اللہ تعالیٰ و فرشتوں
اور تمام انسانوں کی لعنت سے نہ ان کے نوافل اور نہ فرض قبول کئے جائیں گے)
چنانچہ اہلسنت وجماعت کے معتقدات کو مدار اعتقاد بنانا چاہئے اور زید عمرو
کی باتوں پر کان نہیں دھرنے چاہئے۔ من گھڑت افسانوں کو مدار اعتقاد بنانا
اپنے آپ کو ضائع کرنا ہے صرف گروہ ناجیہ کی تقلید ضروری ہے جس پر نجات
کا مدار ہے۔ اس کے علاوہ امید نجات کہیں بھی وابستہ نہیں کی جاسکتی والسلام
علیکم وعلی سائر من اتبع المدی والتزم متابعتہ المصطفیٰ علیہ علی
آلہ الصلوٰۃ والسلام۔ سر دست اپنے آئمہ کرام کی کتابوں کے حوالوں سے
(یہ مختصر رسالہ) پیش کر رہا ہوں اگرچہ اس سے علاوہ دوسری عبارتیں بھی ہیں
لیکن ہم نے اپنے آئمہ کرام کی عبارات کو کافی سمجھتے ہوئے دوسری عبارات کا
تذکرہ نہیں کیا۔

یہ پوری بحث جنگ جبل و صغین کے شرکاء کے بارے میں ہے جن کے
سواہ حضرات صحابہ کرام تھے لیکن جنگ نہروان کے شرکاء جو کہ محققین کے قول
کے مطابق نہ صحابہ کرام تھے اور نہ وہ مجتہد تھے با این ہمہ حضرت علیؑ کے لشکر سے
علیحدہ ہونے اور خواہ مخواہ آپ کی تکفیر کی ایسے لوگ فاسق ہیں البتہ ان کے کفر
میں اختلاف ہے تاہم عدم تکفیر کا قول راجح ہے۔ صحیح روایات کے مطابق خود

حضرت علی نے ان کی تکفیر سے انکار کیا ہے چنانچہ امام قسطلانی نے ارشاد
الساری شرح بخاری امام نووی نے شرح صحیح مسلم ملا علی قاری نے مرقاة شرح
مشکوٰۃ امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور دوسرے علماء نے اپنی اپنی کتابوں
میں اس بات کی تحقیق کی ہے ہم نے بخوف طوالت ان کتابوں کی عبارتیں نقل
نہیں کی ہیں۔ مزید تحقیق کے طالب ان کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

والسلام

محَب الرسول عبد القادر ابن مولانا فضل رسول قادری بدالوینی کان اللہ
الجواب صحیح صحیح الجواب مجیب نے جو کچھ لکھا مقرون بالصواب ہے۔

(۱) نور احمد (۲) محمد سراج الحق عفی عنہ (۳) محمد فصیح الدین قادری

ہباء الحق و نہ حق الباطل ان الباطل کان نہ هو قاً۔

(۴) العبد المہین محمد جمیل الدین احمد قادری

اصاب المجیب الجواب صحیح

(۵) محَب احمد (۶) محمد فضل المجید قادری۔

پیغام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی

رحمۃ اللہ
علیہ

پیارے بھائیو! تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھائی
بھیڑیں ہو۔ بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں
بہکاویں، تمہیں فتنہ میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں،
ان سے بچو اور دور بھاگو۔

دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی
ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے۔ ان سب سے نئے
گانڈھوی ہوئے۔ جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا۔ یہ سب
بھیڑیے ہیں۔ یہ سب تمہارے ایمان کی ناک میں ہیں، ان سب کے
حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، رب العزت جل جلالہ کے نور
ہیں۔ حضور سے صحابہ روشن ہوئے، ان سے تابعین روشن ہوئے، تابعین
سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے، ان سے ہم
روشن ہوئے۔ اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو، ہمیں اس کی
ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو، ورنہ یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت
ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں
سے سچی عداوت، جس سے خدا اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ
تمہارا کیسا پیارا کیوں نہ ہو فوراً ہی اس سے جدا ہو جاؤ۔ جس کو بارگاہ
ربانیت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ عظیم کیوں نہ ہو
اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

(وصایا شریف صفحہ 13 از مولانا حسین رضا)